(رئیس احمد جعفری)

نقد و نظر

محمد علیؒ: ذاتی ڈائری کے چند ورق

اس نام سے مولانا عبدالماجد دریابادی کی ایک کتاب کچھ عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے۔ یہ اُسی کا دوسرا حصّہ ہے۔ ضخامت ۳۰۸ صفحات۔ کاغذ بیزاور سفید۔ کتابت بہترین طباعت کی خوبی اور ستھرائی کے لئے معارف پریس اعظم گڑھ کا نام نامی کافی ہے۔

مولانا عبدالماجد رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے محبوب دوست۔ عزیز ساتھی اور جانباز سپاہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر محمد علیؒ کے افکار و خیالات کی ترجمانی کوئی نہیں کر سکتا محمد علیؒ کے رازدار غمگسار ہونے کی حیثیت سے وہی ان کے وارداتِ قلب اور رنجوریٔ تن کی داستان بیان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ پہلا حصّہ محمد علیؒ کے سوانح و حالات اور وقائع زندگی پر مشتمل ہے۔ جو مولانا دریابادی کے ذاتی علم و مشاہدہ اور تجربے میں آئے۔ اور جن میں وہ اُن کے برابر کے شریک معاون و مددگار رہے ہیں۔ پہلے حصّے میں ۱۹۱۲ء کے آغازِ ملاقات سے ۱۹۲۷ء تک کے واقعات درج ہیں۔ جس میں قید و قید تنہائی۔ کانگرس کی صدارت۔ گاندھی جی کی میزبانی۔ ہمدرد و کامریڈ کا اجراء۔ شریفی، سعودی جنگ۔ پیر و مرید کی آویزش۔ حج اور وفدِ خلافت۔ قوم کی قدردانی اور بیزاری وغیرہ کے واقعات بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔

دوسرا حصّہ جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے۔ اپنی معنویت، اہمیّت اور افادیت کے اعتبار سے پہلے حصّے سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس میں ۱۹۲۷ء سے لے کر ۱۹۳۱ء یعنی مولانا محمد علیؒ کی وفات تک کے واقعات درج ہیں۔ یہ چند سال نہ صرف محمد علیؒ کی زندگی میں بھی بڑی اہمیّت رکھتے تھے۔ اسی زمانے میں نہرو رپورٹ عالم وجود میں آئی۔ جس نے کانگرس کے سامراجی عزائم بے نقاب کر دئے۔ یہی وہ زمانہ تھا، جب محمد علیؒ بادلِ ناخواستہ اپنی بنائی ہوئی کانگرس۔ اپنے بنائے ہوئے مہاتما اور اپنے نمایاں کئے ہوئے جواہر لال سے ترکِ تعلق پر مجبور ہو گئے۔ یہی وہ دَور تھا۔ کہ جب محمد علیؒ کو چوکھی جنگ لڑنی پڑی۔ ایک طرف ہندو مہاسبھا کی یورش تھی۔ دوسری طرف کانگرس کے سورما لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں آچکے تھے۔ اور محمد علیؒ کی جانِ ناتواں پر پے بہ پے حملے کرتے تھے۔ اسی زمانے میں محمد علیؒ کو زندگی کے سب سے بڑے المیہ سے دوچار ہونا پڑا۔ محمد علیؒ کی قیادت نے بہت سے ذرّوں کو آفتاب بنا دیا۔ بہت سے رضاکاروں کو لیڈر بنا دیا۔ بہت سے کالج کے ساتھیوں اور قومی پلیٹ فارم کے رفیقوں کو قیادت کی مسند پر بٹھا دیا۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ یہ لوگ محمد علیؒ کی قابلیت۔ قیادت اور للّٰہیت کا کلمہ پڑھتے تھے۔ آج بزمِ اغیار کی رونق بنے ہوئے تھے۔ کانگرس کے کیمپ میں بیٹھ کر محمد علیؒ کو گالیاں دے

رہے تھے۔اُس کی قیادت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اُڑا رہے تھے۔ اُسے ذلیل و رسوا کر رہے تھے۔ اُس کی شخصیت پر طنز کرتے تھے۔ اُس کی بیماری کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اُس کی مجبوریوں پر خندۂ استہزا سے کام لیتے تھے۔ وہ آج یوسفِ بے کارواں بنا ہُوا تھا۔ لیکن زندگی کے آخری سانس تک حق و صداقت اور ملّتِ اسلامیہ کے حفظ و دفاع کے لیے وہ میدانِ جنگ میں ڈٹا رہا۔ نہ اس کے تیور میں فرق آیا۔ نہ اُس کے حوصلے پست ہوئے۔ خود ہی کہتا ہے اور اپنے ہی بارے میں کہتا ہے ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

مولانا عبدالماجد نے اس پورے دَور کی تاریخ کو بڑی دیدہ کاوی کے ساتھ مرتّب کر دیا ہے۔ واقعات کی اثرانگیزی بجائے خود بہت بڑی چیز ہے۔ پھر مولانا دریابادی کے اندازِ بیان کی سحر طرازی نے ایک عجیب کیفیّت پیدا کر دی ہے۔ پہلے صفحے کی چند سطریں پڑھنے کے بعد اس وقت تک قرار نہیں آتا۔ جب تک کتاب کا آخری صفحہ بھی ختم نہ ہو جائے۔

کتاب کے آخر میں چند ضمیمے ہیں۔ یہ بھی محمد علیؒ کی شخصیت کو سمجھنے اور ان کے واردات و کیفیات کا اندازہ کرنے میں بہت زیادہ معین و مددگار ہوتے ہیں۔ اس کتاب کو اُردو خواں مسلمان کے گھر میں لازمی طور پر ہونا چاہئے۔ بظاہر یہ محمد علیؒ کے سوانح حیات ہیں۔ لیکن درحقیقت محمد علیؒ کے دَور کے ہندوستان کی مکمّل سیاسی اور قومی تاریخ ہے۔ جو اس وضاحت اور تفصیل کے ساتھ کسی اور کتاب میں نہیں مل سکتی۔ قیمت پانچ روپے۔ ملنے کا پتہ: صدق بک ایجنسی لکھنو

حیاتِ امیر خسروؒ | خان بہادر نقی محمد خاں خورجوی کی یہ کتاب کتابت اور طباعت کی جملہ رعنائیوں اور زیبائشوں کے ساتھ ادارہ الشجاع کراچی نے شائع کی ہے۔

امیر خسروؒ ایک نومسلم خاندان کے فرد تھے۔ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی کی بارگاہ میں پہنچ کر اُنہوں نے روحانی بلندی کے تمام مدارج طے کر لئے۔ امیر خسروؒ صرف ایک صوفی ہی نہیں تھے۔ بہت بڑے شاعر اور ماہر موسیقی بھی تھے۔ فنِ موسیقی میں ان کے ایجادات و اختراعات ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہیں۔ اس کتاب میں امیر خسروؒ کی زندگی۔ شاعری اور مہارتِ موسیقی پر اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ امیر خسروؒ کی ایجاد کردہ راگوں کی تفصیل اور تشریح بھی خان بہادر صاحب نے درج کر دی ہے۔

خان بہادر صاحب اس کے قبل بھی کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اس کتاب نے ان کے تصنیفی معیار کو اور زیادہ اونچا کر دیا ہے۔

قیمت دو روپے بارہ آنے۔ ٹائمز پریس کراچی سے دستیاب ہوسکتی ہے۔